الحدیث والسنۃ

عزیز زبیدی - وار برٹن

چکّر بازوں کی حکمت عملی

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قَالَ یَھُوْدِیٌّ بِصَاحِبِہٖ اِذْھَبْ بِنَا اِلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ فَقَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ لَا تَقُلْ: نَبِیٌّ اِنَّہٗ لَوْ سَمِعَکَ کَانَ لَہٗ اَرْبَعُ اَعْیُنٍ (رواہ ابوداؤد والنسائی والترمذی)

اسے نبی کے نام سے نہ پکارو۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک یہودی نے اپنے رفیق سے کہا کہ : اس نبی کے پاس میرے ہمراہ چلیے! اس نے کہا : (او ہو) "نبی" نہ کہو، یقین کیجیے! اگر (یہ کہتا ہوا) اس نے تجھے سن لیا تو اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی (بہت ہی خوش ہو جائے گا)"

کسی کے جائز مقام و مرتبہ اور خوبی کے اعتراف سے محض اس لیے گریز کرنا کہ : اس کا حوصلہ بڑھے گا اور اس کے جائز مقاصد کو شہ ملے گی، جہاں بہت بڑی کم ظرفی ہے وہاں انسان کشی بھی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کی صورتِ حال اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب کوئی معترض، دفترِ عمل میں ویسے کسی عظیم کردار کا نمونہ پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ عہدِ جاہلیت کے عظیم شاعر ولید بن ربیعہ عامری کو ایک نادر بات پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :

اَصْدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَہَا الشَّاعِرُ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ: اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ ۔ (بخاری و مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

سب سے سچی بات جو ایک شاعر نے کہی، ولید کی بات ہے کہ : اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

غور فرمائیے! کہ حضرت ولید نے عہد جاہلیت میں ایک حکیمانہ بات کہی جس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی داد دی۔

سب سے بڑا چکر باز مداری۔ دنیا میں سب سے بڑا چکر باز مداری دجال ہو گا جو "موت و حیات"

کے کرشمے دکھا کر لوگوں سے اپنی خدائی منوائے گا۔

يَقُوْلُ الدَّجَّالُ: اَرَأَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ الحديث (بخاری مسلم عن ابی سعید الخدریؓ)

"چنانچہ دجال پوچھے گا کہ: آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دوں (تو) کیا میرے معاملہ میں پھر بھی شک کرو گے؟ جواب دیں گے: نہیں! چنانچہ وہ اسے قتل کر کے پھر زندہ کر دے گا۔"

معلوم ہوتا ہے کہ: اصل بات "تنہا قول" یا تنہا کردار کی نہیں ہے، بلکہ دونوں کے مابین ہم آہنگی کی ہے، بات حق کی ہے اور اس کے مطابق اس کی زندگی کے شب و روز بھی ہوں تو اس کی بات حرزِ جان اور جانِ ایمان ہوتی ہے، کیونکہ جو چکر باز مداری ہوتے ہیں وہ باتوں باتوں میں "دل بھی موہ سکتے ہیں: ان من البیان لسحرا (مشکوٰۃ) اور بعض محیر العقول کرتب ایسے بھی دکھا سکتے ہیں کہ ان پر خدا ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے ــــ لیکن فکر اور عمل میں ایسی معصومانہ ہم آہنگی کہ وہ "حق و صداقت" کی ابرو بھی بن جائے، چکر باز مداریوں کی توفیق میں نہیں ہوتی۔ اس لیے ان مداریوں کے شاطرانہ ہتھکنڈوں پر جان چھڑکنے کے بجائے عقابی نگاہوں سے ان کا تجزیہ کیا جائے۔ مگر افسوس! زود اعتقاد لوگ اور مرعوب ذہنیت کے سطحی افراد ان کے سامنے مات کھا جاتے ہیں، چنانچہ پھر وہی ہوتا ہے جو ابلیس اور ذریت ابلیس کے مقاصد کا تقاضا ہوتا ہے۔

چکر بازوں کے گمراہ کن صغرے کبرے ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ (رواہ البخاری عن انس)

"آپ صلعم نے فرمایا کہ لوگ سدا آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ کہنے لگیں گے کہ: ہر چیز کو (تو) اللہ نے پیدا کیا (بھلا یہ بھی بتاؤ کہ) اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

یہ باتیں دراصل ان آوارہ ذہنوں کی مکروہ اٹھکیلیاں ہیں، جن کی ڈوریں شیاطین کے ہاتھ میں رہتی ہیں، وہ ان کو اس راہ پر ڈال کر "حریم کبریا" کے آداب اور تقاضوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں سے حق تعالیٰ کی تقدیس کا رنگ پھیکا پڑ جائے اور عبد اور معبود کے درمیان احترام اور تکریم کا جو رشتہ قائم ہے وہ ٹوٹ جائے ــــ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ حالانکہ یہ تجزیہ تو بڑی بات ہے، اس طرف ذہنی خلش کا التفات بھی سنگین قسم کی معصیت ہے۔

صفروں کبروں کے یہ تانے بانے بہت دور لے جاتے ہیں۔ دراصل یہ شیطانی چکر ہیں، جن میں پڑ کر انسان خدا کو جنس بازار بنا ڈالتا ہے۔ اس لیے پھر اس کے لیے اس کی عبدیت میں کوئی لطف اور داعیہ باقی نہیں رہتا۔ اور یہی شیطان کا بہت بڑا مدعا ہے کہ انسان اپنے خدا کے سلسلے میں کچھ زیادہ خوش فہم نہ رہے۔ ورنہ وہ خدا کی غلامی میں یوں پختہ ہو رہے گا کہ اس کو دیکھ کر شیطان خون کے آنسو رو دے گا۔

یہ بالکل بجا مگر چونکہ چنانچہ۔ فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي؟ قَالَا إِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهُ أَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنْ تَبِعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُودُ (رواه الترمذی عن صفوان)

اس کے بعد ان دونوں (یہودیوں) نے آپؐ کے دستِ مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ: ہم گواہی دیتے ہیں کہ واقعی آپ نبی ہیں، حضورؐ نے (اس پر) فرمایا، تو پھر تمہیں میری پیروی سے کیا شے مانع ہے؟ وہ بولے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ: (الٰہی) نبوت سدا ان کی اولاد میں ہی رہے، (اس لیے) ہمیں ڈر لگتا ہے کہ: آپ کے پیچھے چل پڑے تو یہودی ہمیں قتل کر ڈالیں گے۔"

اعترافِ حق کے باوجود اس سے گریز اور فرار کرنے کے لیے دنیا کو جس شے نے جھوٹے اور فرضی سہارے مہیا کیے ہیں وہ یہی "اگرچہ مگر چہ اور چونکہ چنانچہ" ہیں۔ اگر ایسے عملوں کے دفترِ عمل سے ان نغمات کو نکال دیا جائے تو ان کے لیے جائے فرار ممکن نہ رہے۔ شیطان کے ہتھکنڈوں میں سے یہ ایک بہت بڑا ہتھکنڈہ ہے جس سے اس نے اپنی ساری معنوی ذریت کو مسلح کر رکھا ہے ——— دنیا نے ہمیشہ انہی الفاظ کے سہارے حق سے پیچھا چھڑایا ہے ——— اس چکر سے پہلے دنیا نے رہائی پائی ہے نہ آئندہ اس کی کوئی سبیل نظر آتی ہے۔ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ۔

ابھی بڑا وقت پڑا ہے۔ اَلتَّسْوِيْفُ شِعَارُ الشَّيْطَانِ يُلْقِيْهِ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ (رواہ الدیلمی بسند ضعیف، جامع صغیر)

"ٹالنا اور آج کل کرنا شیطان کا دستور ہے جسے وہ مسلمانوں کے دلوں میں اتارتا رہتا ہے۔"

یہ شیطان کا ایک چکر ہے، جس کی وجہ سے ایک نیک نیت انسان بھی وقت پر فریضہ انجام دینے سے محروم ہو جاتا ہے، اور جو بدنیت لوگ ہوتے ہیں، وہ تو اس کو دفع الوقتی کے طور پر اور محض ٹالنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، جب بات ایک دفعہ ٹل جاتی ہے پھر اسے مزید

معرض التوا میں ڈالنا آسان ہو جاتا ہے۔ علامہ بلخی "عین العلم" میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ:
دوزخیوں کی چیخ و پکار کا باعث انسان کی یہی "تسویف" (آج کل) کی خو بنے گی۔

أَكْثَرُ صِيَاحِ أَهْلِ النَّارِ مِنَ التَّسْوِيفِ (عین العلم قال العراقی لم اجده)

اللہ کی تقدیر۔ تقدیر دو قسم کی ہے، ایک کا تعلق خلق اور امر و ارادہ، انتظام اور طریق کار سے ہے مثلاً فلاں کو وہاں پیدا ہونا چاہیے، اور فلاں کو اس پار مرنا چاہیے، فلاں وقت سیلاب آنا چاہیے اور فلاں دنوں میں بارش ہونی چاہیے، اس کی عمر اتنی ہونی چاہیے اور فلاں تاریخ کو پیدا اور مرنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تقدیر اٹل ہوتی ہے اور حکماً نافذ ہوتی ہے۔ اس میں رد و بدل ممکن نہیں رہتا الا یہ کہ خود خدا نے اس کے لیے کوئی گنجائش رکھ چھوڑی ہو لیکن اس کا پتہ چلانا ہمارے لیے ممکن نہیں ہوتا۔

دوسری تقدیر کا تعلق انسان کے نیک و بد ہونے اور ان کے اعمال کے نتائج سے ہے۔ یہ تقدیر "حکم خدا" نہیں ہوتا، علمِ خدا کا ایک پہلو کہلاتا ہے ۔ انسان کا ویسا ہونا ضروری اور لازمی ہوتا ہے مگر یہ امور خدا کی طرف سے خلقِ خدا پر مسلط نہیں کیے جاتے بلکہ علمِ الٰہی کے بے خطا کیمرہ کی تصویر کہلاتے ہیں، جیسا کہ انسان کے سراپا اور کیمرہ کے درمیان نسبت ہوتی ہے۔ اس میں کیمرہ نے اس کے "سراپا" کی تصویر پیش کی ہے، تصویر گھڑ کر اس کے گلے نہیں مڑھی۔ پہلی صورت میں انسان خدا کے ہاں جوابدہ نہیں ہے کیونکہ وہ بحکمِ خدا ہوتا ہے لیکن دوسری صورت میں جوابدہ ہوتا ہے کیونکہ انسان کا یہ معنوی سراپا حکمِ خدا کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے فکر و عمل کا قدرتی عکس ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت وہی ہے جو ٹی وی پر ایک انسان کی ہوتی ہے۔ لیکن بعض بدنیت لوگ "تقدیر" کے نام پر اپنے اعمال کے قدرتی نتائج کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اس لیے اپنی بدعملی پر پردہ ڈالنے کے لیے "تقدیر" کی آڑ لے کر بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی نیک نیت بھی ہو تو بھی اسے کیا معلوم کہ وہاں کیا ٹیپ ہے؟ اس لیے اس میں وقت ضائع کرنا بہت بڑے حرماں کی بات ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی ان چکروں میں اپنا وقت ضائع نہ کرے: کیونکہ یہ شیطانی چکر ہیں جن کی وجہ سے انسان اپنی بے عملی یا بدعملی کے سنگین نتائج سے غافل ہو جاتا ہے۔

عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَتَنَازَعُوا فِيهِ (رواہ الترمذی)